

## اجتہاد کے لغوی و اصطلاحی معانی ..... ایک تاریخی جائزہ

حافظ عبدالباسط خان \*

علوم اسلامیہ میں یہ روایت رہی ہے کہ معرّف (جس کی تعریف کی جا رہی ہو) کی ایسی تعریف بیان کی جاتی ہے جو اس کے تمام زاویوں کا احاطہ کرتی ہو بالفاظ دیگر اپنے افراد کو جامع ہو (الجامع لافرادہ)، نیز اس معرّف کے علاوہ کسی اور معرّف کے افراد کو اس سے خارج کرتی ہو بالفاظ دیگر غیر سے مانع ہو (المانع عن افراد غیرہ) یہی وجہ ہے کہ تعریفات پر بہت توجہ دی جاتی ہے اور کسی علم کی ایک سے زیادہ تعریفات اس علم کے متخصّصین سے منقول ہوتی ہیں ہر متخصّص یہ کوشش کرتا ہے کہ ایسی جامع و مانع تعریف کرے جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ اجتہاد جیسا حساس موضوع بھی اسی طرح اپنی تعریف کے حوالہ سے خاصا اہم رہا ہے۔ زیر نظر سطور میں زمانی اعتبار سے اس کی مختلف تعریفات ذکر کی جا رہی ہیں۔

### اجتہاد کا لغوی مفہوم:

اجتہاد، جھد سے نکلا ہے۔ علمائے لغت کا کہنا ہے کہ جہد، جیم کے ضمہ اور فتح دونوں کیساتھ منقول اور مستعمل ہے۔ اگر ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی وسعت اور طاقت ہے اور اگر فتح کے ساتھ ہو تو اس کا معنی مشقت ہے۔ بعض نے فتح کی صورت میں اس کا معنی مبالغہ اور انتہائی کوشش قرار دیا ہے۔ جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ دونوں صورتوں میں اس کا معنی وسعت اور طاقت ہی ہے البتہ مشقت اور انتہائی کوشش کے لئے صرف فتح کے ساتھ استعمال ہوگا۔

ابن الاثیر لکھتے ہیں:

”قد تکرر لفظ الجُهد والجهد في الحديث كثيرا، وهو بالضم: الوسع والطاقة، وبالفتح: المشقة، وقيل هما لغتان في الوسع والطاقة، فاما في المشقة والغاية فالفتح لا غير“ (۱)

ابن الاثیر کی یہی عبارت ابن منظور اور علامہ زبیدی نے بھی نقل کی ہے۔ (۲)

نیز ابن منظور ابن عرفہ کے حوالے سے یہی نقل کرتے ہیں۔

”ابن عرفة: الجُهد بضم الجيم، الوسع والطاقة والجهد المبالغة والغاية“ (۳)

قرآن کریم میں جُهد اور جُهد دونوں استعمال ہوئے ہیں۔

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾ (۴)

”وہ اللہ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں“ یہاں جُهد ایمانہم سے مراد بڑے مبالغہ کیساتھ گویا پکی قسمیں کھانا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ (۵)

یعنی وہ مسلمان اپنی انتہائی بساط اور طاقت کے ساتھ جو حاصل کرتے ہیں اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہیں۔ البتہ یہاں ایک قرأت بالفتح بھی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ بھد اور جھد دونوں کے معنی میں انتہائی کوشش، طاقت اور سعی کا مفہوم موجود ہے۔ اجتہاد اسی جہد سے باب افتعال ہے۔ اس کا معنی ہے انتہائی کوشش خرچ کرنا۔

”والتجاهد بذل الوسع والمجهود، كالا جتهاد، افتعال من الجهد: الطاقة“ (۶)

ظاہر ہے کہ انتہائی کوشش کا خرچ کرنا کسی معمولی چیز میں نہیں ہوتا بلکہ کسی بھاری یا اہم چیز کے بارے میں ہوتا ہے جسمیں انتہائی درجے کی کوشش درکار ہو۔

”ولا يستعمل الا فيما فيه كلفة وجهد فيقال اجتهد في حمل حجر الرحاء ولا يقال

أجتهد في حمل الخردلة“ (۷)

یعنی اجتہاد کا لفظ اس کام کے لیے بولا جاتا ہے جس میں مشقت اور کلفت ہو۔ عرب چکی کا پاٹ اٹھانے کے لئے ”أجتهد“ استعمال کرتے ہیں لیکن ایک دانے کو اٹھانے کے لیے ”أجتهد“ استعمال نہیں کرتے۔

پھر جس طرح اجتہاد کا لفظ امور حسیہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اسی طرح امور عقلیہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اجتہاد کا اصطلاحی مفہوم:

علمائے اصولیین نے اجتہاد کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں۔ یہاں زمانی اعتبار سے ان تعریفات میں سے نمایاں

ذکر کی جا رہی ہیں۔

امام ابو بکر صاص (م ۳۷۰ھ/ ۹۸۱ء) نے یہ تعریف کی ہے:

”بذل المجهود فيما يقصده المجتهد ويتحراه“ (۸)

”مجتہد کا اپنے مقصود کے حصول میں مقدور بھر کوشش کرنا۔“

ابن حزم (م ۴۵۶ھ/ ۱۰۶۴ء) نے اجتہاد کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں:

”بلوغ الغاية و استنفاد الجهد في المواضع التي يرجى وجوده فيها في طلب الحق“ (۹)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

”أستنفاد الجهد في طلب الشيء المرغوب ادراكه حيث يرجى وجوده فيه او

حيث يوقن بوجوده فيه“ (۱۰)

اسی طرح ایک تعریف یہ بیان کی ہے کہ

”الطاقة في طلب حكم النازلة حيث يوجد ذلك الحكم“ (۱۱)

حاصل تمام تعریفات کا یہ ہے کہ مرغوب چیز کی طلب میں حصول حق کے لیے اپنی انتہائی کوشش صرف کرنا اور وہ

شیء مرغوب درپیش مسئلہ میں حکم شرعی کی تلاش ہے۔

ابوالولید الباجی المالکی (م ۴۷۷ھ/ ۱۰۸۱ء) کی تعریف یہ ہے۔

”بذل الوسع في بلوغ الغرض“ (۱۲)

”مطلوب تک پہنچنے میں مقدور بھر خرچ کرنا۔“

’الحدود‘ میں باجی نے جو تعریف کی ہے اس میں ’فی طلب صواب الحكم‘ کے الفاظ ہیں۔ (۱۳)

علامہ شیرازی شافعی (م ۴۷۶ھ/ ۱۰۸۳ء) لکھتے ہیں:

”بذل الوسع و بذل المجهود في طلب الحكم الشرعي لمن هو اهله“ (۱۴)

حکم شرعی کی طلب میں اس شخص کا مقدور بھر کوشش کرنا جو اس کا اہل ہے۔

امام الحرمین شافعی (م ۴۷۸ھ/ ۱۰۸۵ء) نے لکھا ہے۔

”تفريغ الوسع في تحصيل المقصود“ (۱۵)

”مقصد کے حاصل کرنے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔“

امام سمعانی شافعی (م ۴۸۹ھ/ ۱۰۹۶ء) ”قواطع الادلة“ میں فرماتے ہیں:

”بذل الجهد في استخراج الاحكام من شواهدا الدالة عليها بالنظر المؤدى

اليها“ (۱۶)

”احکام کو ان پر دلالت کرنے والے شواہد سے ان تک پہنچانے والی فکر کے ذریعے مستنبط کرنے میں

اپنی پوری کوشش صرف کر دینا۔“

امام غزالی (م ۵۰۵ھ/ ۱۱۱۱ء) فرماتے ہیں۔

”بذل المجهتد وسعه في طلب العلم باحكام الشريعة“ (۱۷)

”احکام شریعت کے علم کے حصول میں اپنی مقدور بھر کوشش خرچ کرنا۔“

امام موصوف نے اجتہاد نام کی تعریف علیحدہ ذکر کی ہے:

”ان يبذل الوسع في الطلب بحيث يحس من نفسه بالعجز عن مزيد طلب“ (۱۸)

”احکام شریعت کے حصول میں اتنی کوشش صرف کرنا کہ اس سے زیادہ سے وہ شخص اپنے کو عاجز محسوس کرے۔“

امام رازی (م ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء) اجتہاد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”استفراغ الوسع فی النظر فیما لا یلحقہ فیہ لوم مع استفراغ الوسع فیہ“ (۱۹)  
 ”غور و فکر میں اپنی کوشش کو مکمل خرچ کرنا ان امور میں جن میں اس کوشش کرنے والے کو ملامت نہ ہو۔“  
 ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ/ ۱۲۲۳ء) فرماتے ہیں:

”بذل المجتهد فی العلم باحکام الشرع“ (۲۰)  
 ”احکام شریعت کے علم میں اپنی کوشش خرچ کرنا۔“

”والاجتہاد التام ان یبذل الوسع فی الطلب الی ان یحس من نفسه بالعجز عن مزید الطلب“ (۲۱)

اور اجتہاد تام یہ ہے کہ اس حد تک کوشش کرنا کہ مزید سے وہ عاجز محسوس کرے۔

علامہ آمدی (م ۶۳۱ھ/ ۱۲۳۳ء) فرماتے ہیں:

”استفراغ الوسع فی طلب الظن بشیء من الاحکام الشرعیۃ علی وجه یحس من النفس العجز عن المزید فیہ“ (۲۲)

”احکام شرعیہ میں ظن کے حصول کے لیے اتنی کوشش کرنا کہ مزید سے وہ عاجز محسوس کرے۔“

ابن حاجب (م ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۵ء) فرماتے ہیں:

”استفراغ الفقیہ الوسع لتحصیل ظن بحکم شرعی“ (۲۳)

”فقہیہ کا حکم شرعی کے ظن کے حصول میں کوشش خرچ کرنا۔“

امام قرانی (م ۶۸۳ھ/ ۱۲۸۶ء) فرماتے ہیں:

”بذل الوسع فی الاحکام الفروعیۃ الکلیۃ ممن حصلت له شرائط الاجتہاد“ (۲۴)

اجتہاد کی شرائط پر پورا اترنے والے کافروعی کلی احکام میں انتہائی کوشش خرچ کرنا۔

امام بیضاوی (م ۶۸۵ھ/ ۱۲۸۷ء) فرماتے ہیں۔

”استفراغ الجهد فی درک الاحکام الشرعیۃ“ (۲۵)

”احکام شرعیہ کے حاصل کرنے میں مقدور پھر کوشش کرنا۔“

امام نسفی (م ۱۰/ھ ۱۳۱۰ء) فرماتے ہیں۔

”بذل الوسع والطاقة في طلب الحكم الشرعي بطريقه“ (۲۶)

”حکم شرعی کے حصول میں اس کے مقررہ طریقہ پر چل کر مقدور بھر کوشش خرچ کرنا۔“

علامہ رموی (م ۱۰/ھ ۱۳۱۰ء) نے امام رازی کی تعریف کو اختیار کیا ہے۔ (۲۷)

علامہ عبدالعزیز بخاری حنفی (م ۳۰/ھ ۱۳۳۰ء) کی تعریف ابن قدامہ کی تعریف سے معمولی لفظی اختلاف کے

علاوہ موافق ہے۔ (۲۸) جبکہ علامہ جرجانی (م ۴۰/ھ ۱۳۳۰ء) کی تعریف ابن حاجب کی تعریف کے مشابہ ہے۔ (۲۹)

ابن مفلح مقدسی حنبلی (م ۶۳/ھ ۱۳۶۲ء) کی تعریف یہ ہے۔

”استفراغ الفقيه الوسع لدرك حكم شرعي“ (۳۰)

”حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا مقدور بھر کوشش خرچ کرنا۔“

ابن السبکی (م ۷۱/ھ ۱۳۶۹ء) فرماتے:

”استفراغ الفقيه الوسع لتحصيل ظن بحكم“ (۳۱)

کسی حکم کے ظن کے حصول میں فقیہہ کا مکمل کوشش کرنا۔

علامہ زرکشی (م ۹۴/ھ ۱۳۹۲ء) فرماتے:

”بذل الوسع في نيل حكم شرعي عملي بطريق الاستنباط“ (۳۲)

”استنباط کے طریقے سے عملی شرعی حکم کے حصول میں مکمل کوشش خرچ کرنا۔“

علمائے احناف میں سے علامہ ابن ہمام (م ۶۱/ھ ۱۳۶۰ء) فرماتے ہیں:

”بذل الطاقة من الفقيه في تحصيل حكم شرعي ظني“ (۳۳)

”ظنی حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا اپنی فکری طاقت خرچ کرنا۔“

نیز علمائے احناف میں سے علامہ ابن نجیم (م ۹۶/ھ ۱۵۶۱ء) اور صاحب مسلم الثبوت علامہ ابن عبدالشکور

(م ۱۱۹/ھ ۱۷۰۷ء) نے ابن ہمام ہی کی تعریف کو اختیار کیا ہے۔ (۳۴)

علامہ ابن عابدین (م ۶۱/ھ) فرماتے ہیں:

”بذل المجهود من الفقيه في تحصيل حكم شرعي“ (۳۵)

”حکم شرعی کے حصول میں فقیہہ کا اپنی کوشش کو خرچ کرنا۔“

علامہ شوکانی (م ۱۲۵/ھ ۱۸۴۰ء) نے امام رازی کی تعریف انہی کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔ (۳۶)

بعض محدثین کی طرف یہ تعریف منسوب ہے۔

”ملکة يقتدر بها على استنباط الاحكام الشرعية العملية من أدلتها التفصيلية“ (۳۷)  
 ”اجتہاد ایک ایسا ملکہ ہے جس کے ذریعے مجتہد شریعت کے عملی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے مستنبط کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔“  
 جبکہ اہل تشیع کی طرف یہ تعریف منسوب ہے۔

”ملکة تحصيل الحجج على الاحكام الشرعية او الوظائف العملية شرعية او عملية“ (۳۸)

یہ تعریف بھی محدثین کی تعریف سے مشابہہ ہے۔

### تعریفات پر استدراک و انتقاد:

اجتہاد کی یہ تعریفات زمانی ترتیب سے اسی لیے ذکر کی گئی ہیں کہ یہ اندازہ ہو سکے کہ ان تعریفات میں کیا کیا تبدیلیاں آتی رہی ہیں اور ان تعریفات پر کیا کیا اعتراضات وارد ہوتے رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل فروق و انتقادات قابل ذکر ہیں۔

- ۱- محدثین اور شیعہ کی طرف منسوب تعریف اور بقیہ تمام تعریفات میں جوہری فرق یہ ہے کہ مقدم الذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد ایک ملکہ ہے نہ کہ عمل جبکہ مؤخر الذکر سے لازم آتا ہے کہ اجتہاد ایک عمل (Process) کا نام ہے۔ اس فرق کا اثر یہ ہوگا کہ مقدم الذکر گروہ کے نزدیک اجتہاد میں تجزی نہیں ہو سکتی، اس لیے کہ وہ ایک ملکہ ہے، ملکہ قابل تجزی نہیں ہوتا جبکہ مؤخر الذکر گروہ کے نزدیک یہ عمل ہے اور عمل میں تجزی ہو سکتی ہے۔ (۳۹)
- ۲- امام غزالی کی تعریف میں ”مجتہد“ کے لفظ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اجتہاد کی تعریف میں مجتہد کے لفظ سے لازم آتا ہے کہ اجتہاد سے پہلے ہی مجتہد ہو بالفاظ دیگر اس سے دور لازم آتا ہے کہ معرف یعنی اجتہاد کی معرفت مجتہد پر موقوف ہے، غالباً یہی وجہ ہے کہ بعد کی تعریفات میں مجتہد کی بجائے ”فقہیہ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ابن حاجب اور بسکی کی تعریف میں فقہیہ کا لفظ مذکور ہے۔ (۴۰)
- ۳- مذکورہ تعریفات میں سے بعض میں تعیم ہے اور بعض میں تخصیص۔ ان تعریفات میں تعیم و تخصیص دو طرح سے ہے۔ اول یہ کہ کن کن احکام میں اجتہاد ہوگا؟ کیا صرف شرعی فرعی احکام میں اجتہاد ہوگا یا ہر طرح کے احکام مجال اجتہاد ہیں؟

ابوبکر حصص، ابن حزم، علامہ باجی، امام الحرمین، سمعانی، امام رازی اور علامہ رموی وغیرہ کی تعریفات میں مجتہد

فیہ احکام میں تخصیص نہیں ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں امام قرانی کی ”نفائس الاصول“ کی تعریف میں تخصیص ہے کہ اصطلاحی اجتہاد صرف فروعی کلی احکام میں ہوگا۔

دوسری تعیم اس طرح سے ہے کہ اجتہاد کے ذریعے سے حکم شرعی میں ظنیت یا علم بمعنی قطعیت کا حصول ضروری ہے یا عام ہے کہ قطعیت ہو یا ظنیت۔

اکثر تعریفات میں عموم ہے کہ احکام شرعیہ مطلقاً مجال اجتہاد ہیں، ظنیت یا قطعیت کی تخصیص نہیں۔ چنانچہ مذکورہ تعریفات میں جہاں جہاں ”الاحکام الشرعیۃ“ یا ”احکام الشریعۃ“ مطلقاً آیا ہے وہاں عموم ہے جبکہ بعض تعریفات میں تخصیص ہے اگر ”العلم بالا احکام الشرعیۃ“ کے الفاظ ہوں تو علم قطعیت کے معنی میں آتا ہے لہذا احکام شرعیہ میں قطعیت کا حصول ضروری ہے۔ جیسے امام غزالی، ابن قدامہ اور عبد العزیز بخاری کی تعریفات میں ہے۔ جبکہ بعض نے ”فی تحصیل ظن بحکم“ جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے واضح ہے کہ ان حضرات کے یہاں حکم شرعی میں ظنیت کا حصول کافی ہے۔ جیسے آمدی، ابن حاجب، سبکی اور محبت اللہ بہاری وغیرہ کی تعریفات میں ہے۔

جہاں تک پہلے امر کا تعلق ہے تو جن حضرات نے مطلقاً احکام شرعیہ کو مجال اجتہاد قرار دیا ہے شاید تعریف کی جامعیت و مانعیت کے شایان شان نہیں ہے کہ احکام شرعیہ کو مطلق رکھا جائے بلکہ مکمل تخصیص کے ذریعے فروعی کلی احکام کا ذکر ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ اصولی احکام اصطلاحی اجتہاد کے دائرہ کار میں نہیں آتے، اسی طرح جنایات کے تاوانوں اور تلف شدہ چیزوں کی قیمت کا اندازہ بھی اصطلاحی اجتہاد میں نہیں آتا۔ (۴۱)

بعض احکام شرعیہ میں قطعیت مطلوب ہوتی ہے جبکہ بعض میں ظنیت، اس لیے مطلق رکھنے میں دونوں شامل ہو جاتے ہیں جبکہ ایک کا ذکر کرنے سے دوسرا تعریف میں داخل نہیں ہوتا۔

جہاں تک دوسرے امر کا تعلق ہے اس کے متعلق امام قرانی لکھتے ہیں:

”ثم ان الاقتصار على الظن لا سبيل اليه فان المجتهد يطلب احد الامرين فايهما  
ظفر افنسى به“ (۴۲)

”پھر احکام شرعیہ میں حصول ظن پر اکتفاء کرنا درست نہیں، اس لئے کہ مجتہد ظن یا علم دونوں میں سے ایک کو تلاش کرتا ہے دونوں میں سے جو بھی حاصل ہو جائے وہ اس پر فیصلہ کر دیتا ہے۔“  
اس لیے جن حضرات نے اس لحاظ سے تعریف کو مطلق رکھا ہے وہ صحیح ہے۔

بعض حضرات نے اجتہاد کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ اجتہاد تام اور اجتہاد ناقص۔ (۴۳)

## اجتہاد تام اور اجتہاد ناقص:

۴۔ اجتہاد ناقص یہ ہے کہ محض حکم کے پہچانے میں غور و فکر کیا جائے اور اجتہاد تام یہ ہے کہ اس حد تک غور و فکر کیا جائے کہ اس سے زیادہ سے نفس بجز محسوس کرے۔

ابن بدران اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مثالہ مثال من ضاع له درهم في التراب فقلبه برجله فلم يجد شيئا فتركه وراح  
وآخر اذا جرى له ذلك جاء بغربال فغربال التراب حتى يجد الدرهم او يغلب على  
ظنه انه ما عاد يلقاه فالاول اجتهد قاصر والآخر اجتهد تام“ (۳۴)

”جیسے کسی شخص کا درہم مٹی میں گم ہو گیا تو اس نے پاؤں سے مٹی کو اوپر نیچے کیا اور نہ ملنے پر کوشش چھوڑ  
دی، یہ اجتہاد ناقص ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے شخص نے اپنے گمے ہوئے درہم کو ڈھونڈنے  
کے لیے کدال استعمال کی اور مٹی کو کھودتا رہا یہاں تک کہ اسے درہم مل گیا یا اسے غالب گمان ہو گیا کہ  
اب وہ درہم نہیں ملے گا، یہ اجتہاد تام ہے۔“

۵۔ امام رازی اور ان کی اتباع میں انہی کی تعریف کو اختیار کرنے والے احباب علامہ ارموی اور علامہ شوکانی پر ایک  
اعتراض یہ ہے کہ ان کی بیان کی ہوئی تعریف فاسد ہے اس لیے کہ اس میں تکرار ہے۔ ”استفراغ الوسع“ کی  
ترکیب تعریف میں دوبارہ آگئی ہے۔ (۳۵)

اسی طرح شیرازی کی تعریف پر اعتراض ہے کہ اس میں بھی تکرار ہے ”استفراغ الوسع وبذل المجهود“  
دونوں ہم معنی ترکیبات اکٹھی استعمال کی ہیں۔ تعریفات میں ایسا تکرار مستحسن نہیں ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تکرار  
وضاحت اور بیان کیلئے ہے کیونکہ تعریفات میں خوب وضاحت مطلوب ہوتی ہے۔ (۳۶)

پسندیدہ تعریف:

ان اعتراضات کے پیش نظر معاصر مصنفین میں سے بعض نے بیضاوی کی تعریف کو پسند کیا ہے اور ابن ہمام کی  
تعریف کو بیضاوی کی تعریف کے مشابہ قرار دیا ہے۔ وہ بہرہ الرحیلی لکھتے ہیں۔

”وانسب التعريف في رأينا من التعاريف المنقولة، هو ما ذكره القاضي البيضاوي  
وهو ”استفراغ الجهد في درك الاحكام الشرعية“ ..... وبمثله عرفه ابن الهمام  
وغیره“ (۳۷)

رحیلی نے لکھا ہے کہ یہ تعریف عام ہے ظن اور علم دونوں اس میں شامل ہو جاتے ہیں، نیز نقلیات اور قطعیات



دونوں میں اجتہاد کی گنجائش اس سے نکل آتی ہے نیز ابن ہمام کی تعریف میں ”من الفقہیہ“ کے لفظ سے غیر فقہیہ کا اجتہاد خارج ہو جاتا ہے۔ (۴۸)

جبکہ بعض نے قرآنی کی تعریف ”بذل الوسع فی الاحکام الفرعیۃ الکلیۃ ممن حصلت له شرائط الاجتہاد“ میں بیضاوی کی تعریف سے لفظ ”درک“ اور زرکشی کی تعریف سے ”بطریق الاستنباط“ کا اضافہ کر کے مندرجہ ذیل تعریف کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

”بذل الوسع فی درک الاحکام الفرعیۃ الکلیۃ بطریق الاستنباط ممن حصلت له شرائط الاجتہاد“ (۴۹)

”بذل الوسع“ بمنز لہ جنس کے ہے۔ پھر ”درک الاحکام“ کی قید سے احکام کے علاوہ میں کی گئی کوششیں (مثلاً علاج معالجہ) خارج ہو گئیں۔ ”الفرعیۃ“ کی قید سے علمی، عرفی، لغوی، حسی اور عقلی احکام خارج ہو گئے ”الکلیۃ“ کی قید سے کپڑوں کی طہارت، جنایات کے تاوان اور تلف شدہ چیزوں کی قیمت وغیرہ کے اندازہ میں کئے گئے اجتہادات خارج ہو گئے اس لیے کہ وہ اصطلاحاً اجتہاد نہیں۔ ”بطریق الاستنباط“ سے وہ کوشش جس میں احکام کو ظاہر نصوص سے حاصل کیا گیا ہو وہ خارج ہوگی اس لیے کہ یہ اصطلاحی اجتہاد میں داخل نہیں۔ ممن حصلت لہ شرائط الاجتہاد“ سے عام شخص کا اجتہاد خارج ہو گیا۔ (۵۰)

مقالہ نگار کی رائے میں آخری تعریف مختار اور پسندیدہ ہے۔ تعریف کی جامعیت اور مانعیت کے اعتبار سے یہ سب سے اچھی تعریف ہے۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ان تعریفات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام طرق استدلال، استحسان، عرف، قیاس اور مصالح مرسلہ اصطلاحی اجتہاد میں داخل ہیں۔ اس لیے کہ اجتہاد کا عمل ان سب میں ہوتا ہے امام شافعی سے جب سوال کیا گیا کہ قیاس اور اجتہاد ایک چیز ہے تو فرمایا یہ دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ (۵۱) ظاہر ہے کہ امام موصوف کی مراد یہ ہوگی کہ تعریف الکل بالجزء کے تحت اجتہاد کو قیاس کہا جا سکتا ہے ورنہ اجتہاد عام ہے اور قیاس خاص۔ (۵۲) اسی طرح ابو بکر جصاص نے اجتہاد کے دو اور معنی ذکر کیے ہیں۔ اول، ظن غالب کے حصول کے لیے کی جانے والی کوشش، دوم، اصول کی روشنی میں کسی بھی طرح کا استدلال۔ (۵۳) ان میں سے دوسرا معنی اصطلاحی اجتہاد میں نہیں آتا اس معنی کو اجتہاد اصطلاحی کی تعریف سے نکالنے کیلئے قرآنی ”الکلیۃ“ کی قید لگاتے ہیں۔

نیز یہ کہ اجتہاد صرف غیر منصوص احکام میں ہوتا ہے۔ اس بحث سے یہ بات واضح ہوگی کہ اجتہاد صرف ان حضرات کے لیے جائز ہے جن میں اجتہاد کی اہلیت ہو۔

## حواشی وحوالہ جات

- ۱- ابن الاثیر، مبارک بن محمد، النہایہ فی غریب الحدیث والاشتر، ایران، مؤسسۃ اسمعیلیان، ۱۳۹۲ھ، ۳۲۰/۱
- ۲- ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۶ء، ۳۹۵/۲، زبیدی، سید محمد مرتضی، تاج العروس، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۳ء، ۴۰۷/۲
- ۳- لسان العرب، ۳۹۶/۲
- ۴- المائده: ۵۳: ۵؛ الانعام: ۶: ۱۱۰؛ النحل: ۱۶: ۳۸؛ النور: ۲۳: ۵۳؛ فاطر: ۳۵: ۲۲
- ۵- التوبۃ: ۹: ۷۹
- ۶- تاج العروس، ۴۰۸/۲
- ۷- الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المستصفی من علم الاصول، کراچی، ادارۃ القرآن، ۱۴۰۷ھ، ۱۰۱/۲
- ۸- جصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، الفصول فی الاصول، کویت، وزارة الاوقاف، ۱۴۱۲ھ، ۱۱/۲
- ۹- ابن حزم، علی بن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، قاہرہ دار الحدیث، ۱۴۰۳ھ، ۱۴۵/۱
- ۱۰- ایضاً، ۵۸۷/۸
- ۱۱- ابن حزم، الاحکام فی اصول الاحکام، ۵۸۷/۸
- ۱۲- الباجی، ابوالولید سلیمان بن خلف، احکام الفصول فی احکام الاصول، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۹ء، ۵۲/۱
- ۱۳- ابوالولید الباجی، ابوالولید سلیمان بن خلف، الحدود، بیروت، مؤسسۃ الزیجی، ۱۹۷۳ء، ص ۶۳
- ۱۴- شیرازی، ابراہیم بن علی، الممتع، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۱۶ھ، ص ۲۵۸
- ۱۵- امام الحرمین جوینی، عبدالملک بن عبداللہ، الکافی فی الحدیث، مصر، مطبع عیسی البابی الحلبي، ۱۹۷۹ء، ص ۵۸
- ۱۶- سمعانی، ابوالمظفر، منصور بن محمد، قواطع الادلۃ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۷ء، ۳۰۲/۲
- ۱۷- المستصفی، ۱۰۱/۲
- ۱۸- محولاً بالآ
- ۱۹- رازی، فخر الدین محمد بن عمر، المحصول مع نفائس الاصول، ریاض، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، ۱۹۹۷ء، ۳۹۷/۲
- ۲۰- ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، روضۃ الناظر ورحۃ المناظر، مصر، مکتبۃ الکلیات الازہریہ، ۱۹۹۱ء، ۳۰۳/۲
- ۲۱- محولہ بالآ
- ۲۲- آمدی، سیف الدین، علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، مصر، مؤسسۃ الحلبي، ۱۹۶۷ء، ۱۴۱/۲
- ۲۳- ابن حاجب، عثمان بن عمر، مفتھی الوصول والاطل، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۵ء، ص ۶۹
- ۲۴- قرانی، احمد بن ادريس، نفائس الاصول شرح المحصول، ریاض، مکتبۃ مصطفی نزار الباز، ۱۹۹۷ء، ۳۹۷/۲
- ۲۵- بیضاوی، عبداللہ بن عمر، منہاج الوصول مع نہایۃ السؤل، بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۲۰ھ، ۱۰۲۵/۲
- ۲۶- نسفی، ابوالبرکات، عبداللہ بن احمد، کشف الاسرار، شرح المنار، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء، ۳۰۱-۳۰۲

- ۲۷۔ ارموی، محمد بن عبدالرحیم، نہایت الوصول، ریاض، مکتبہ مصطفیٰ زرار الباز، ۱۹۹۹ء، ۳۷۸۵/۹
- ۲۸۔ بخاری، علاء الدین عبدالعزیز بن احمد، کشف الاسرار شرح المنار، مکتبہ المکرمۃ، مکتبہ عباس احمد الباز، ۱۴۱۸ھ، ۲۰/۴
- ۲۹۔ شریف جرجانی، سید علی بن محمد، التریفات، بیروت، دار المنار، س۔ ن۔ ص ۱۳
- ۳۰۔ ابن ح، شمس الدین محمد بن علی، اصول الفقہ، ریاض، مکتبہ العیوبکان، ۱۹۹۹ء، ۱۳۶۹/۴
- ۳۱۔ ابن السبکی، عبدالوہاب بن علی، جمع الجوامع المحلی وحاشیۃ البدانی، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ۵۸۵/۲
- ۳۲۔ زرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط، قاہرہ، دار الکتبی، ۱۴۲۳ھ، ۲۲۷/۸
- ۳۳۔ ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد، التخریح التقریر التخییر، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۷ھ، ۳۸۸/۳
- ۳۴۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، فتح الغفار بشرح المنار، مصر، مطبع مصطفیٰ البابی الخلی، ۱۹۳۶ء، ۸۳/۳؛ محبت اللہ بن عبدالشکور البھاری، مسلم الثبوت مع فواتح الرحموت والمستصفی، ایران، منشورات الشریف رضی، ۱۳۹۲ھ، ۳۶۲/۲
- ۳۵۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ۳۶۵/۵
- ۳۶۔ شوکانی، محمد بن علی، ارشاد الفحول، ریاض، مکتبہ مصطفیٰ زرار الباز، ۱۴۱۷ھ، ۸۳۲/۳
- ۳۷۔ یہ تعریف مسئلہ اجتہاد پر معاصر مصنفین کی کتاب میں بعض محدثین کے حوالہ سے مذکور ہے۔
- علوانی، جابر فیاض، ڈاکٹر، الاجتہاد والتقلید فی الاسلام، قاہرہ، دار الانصار، ۱۹۷۹ء، ص ۱۶؛ نادیہ شریف العمری، ڈاکٹر، الاجتہاد فی الاسلام، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۱ء، ص ۲۳؛ وہب الزحلی، ڈاکٹر، الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ مشمولۃ الاجتہاد، ناشر، ریاض، جامعہ محمد بن مسعود، ۱۹۸۱ء، ص ۱۶۸
- ۳۸۔ الاجتہاد فی الاسلام، ص ۲۳
- ۳۹۔ الاجتہاد فی الاسلام، ص ۲۳
- ۴۰۔ الاجتہاد فی الاسلام، ص ۲۵
- ۴۱۔ نفائس الاصول، ۳۹۷-۳۹۵
- ۴۲۔ ایضاً، ۳۹۷/۹
- ۴۳۔ المستصفی، ۱۰۱/۲، کشف الاسرار عن اصول البز دوی، ۲۰/۴؛ روضۃ الناظرین منہجہ الخاطر، ۳۰۳/۲
- ۴۴۔ منہجہ الخاطر، ۳۰۳/۲
- ۴۵۔ جمال الدین، عبدالرحیم بن الحسن، نہایت السؤل شرح منہاج الوصول، بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۲۰ھ، ۱۰۲۶/۲
- ۴۶۔ الاجتہاد فی الاسلام، ص ۲۲
- ۴۷۔ وہب الزحلی، ڈاکٹر، اصول الفقہ الاسلامی، ایران، دار احسان، ۱۹۹۷ء، ۱۰۳۸/۲
- ۴۸۔ محولہ بالا
- ۴۹۔ اسعد عبدالغنی کفر اوی، ڈاکٹر، الاستدلال عند الاصولیین، مصر، السلام، ۲۰۰۵ء، ص ۳۰۸
- ۵۰۔ الاستدلال عند الاصولیین، ص ۳۰۹
- ۵۱۔ الشافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ، بیروت، المکتبۃ العلمیۃ، س۔ ن۔ ص ۴۷
- ۵۲۔ المستصفی، ۵۴/۲
- ۵۳۔ الفصول فی الاصول، ۱۲-۱۱/۴